۲۳/۶/۲۸
۱/ھ
۳۶۰/۲۸
معیذ الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

① کھانے کے بعد یا پہلے میٹھا کھانا، نمکین کھانا (نمک چاٹنا) کے بارے میں بہت سی متضاد باتیں سامنے ہیں۔ مسنون عمل کی تحقیق مطلوب ہے؟

② ایمان مجمل (امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ..... الخ) کیا نومسلم یا مسلم کیلئے اس کو زبان سے پڑھنا، اس کو یاد کرنا ضروری ہے؟ نیز اس (ایمان مجمل) کا ثبوت کہاں سے ہے؟

③ مشہور ہے کہ تعویذ یا اوراد کے شروع کرتے وقت اجازت لینا ضروری ہے ورنہ اثر نہیں ہوتا اس کی کیا اصل ہے؟ زید اس کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال اوران کی فضیلت ارشاد فرمادی تو یہ اجازت نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بڑھ کر ان میں تاثیر کیسے پیدا ہوگی جب ایسا ہے تو پھر ان اوراد کیلئے کسی بزرگ وغیرہ کی اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ زید کا قول معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی
محمد ارشد ڈسکوی
۱۲ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ کھانے کی ابتداء و انتہاء میں نمک چکھنے کے بارے میں جو اقوال کتب متداولہ (مثلاً: فتاوی عالمگیری ص ۵/۳۳۷، خلاصۃ الفتاوی ص ۴/۳۶۰، شامی ص ۶/۳۴۰، احیاء العلوم) میں مذکور ہیں وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اس بارے میں جتنی بھی روایات ہیں وہ سب موضوع اور من گھڑت ہیں۔

چنانچہ حدیث (من أکل الملح قبل الطعام وبعد الطعام فقد أمن من ثلاث مئة وستین نوعا من الداء... الخ) پر بحث کرتے ہوئے علامہ سیوطی نے (اللآلی المصنوعۃ ص ۲/۲۱۱ میں)، علامہ ابن جوزی نے (الموضوعات ص ۲/۲۸۹ میں) علامہ ابن عراق نے (تنزیہ الشریعۃ ص ۲/۲۶۶ میں) اس حدیث کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔

خاص کر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے (حاشیۃ اللآلی کے ص ۲/۲۱۱ میں) اس پر مفصل رد کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث اس درجہ کی من گھڑت ہے کہ اسکی سند پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں، متاخرین میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بھی اس کو غیر ثابت کہا ہے۔

لہٰذا ابتداء و انتہاء میں نمک چکھنے کو سنت قرار دینا تسامح ہے، یہی حکم شروع اور آخر میں میٹھا کھانے کو سنت سمجھنے کا ہے۔

(جاری ہے)

Date

۱۔ "عن عائشة (رضی اللہ عنہا) مرفوعا .... من أكل الملح قبل الطعام وبعد الطعام فقد أمن من ثلاث مئة وستين نوعا من الداء، أهونها الجذام والبرص"

"هو (أي هذا الحديث) مما حكم السيوطي بوضعه، ونقله عن السيوطي الشيخ ابن عراق ..... ثم قال: ولم يبين (أي السيوطي) علته: وفيه محمد بن موسى بن ابراهيم عن هشام بن عروة، وما عرفته، وفي لسان الميزان محمد بن موسى: شيخ مجهول، فلا أدري أهو هذا أم غيره"

"قال عبد الفتاح ..... ان الحديث المذكور تعج منه روائح الكذب عجا من كل جانب وما هو بمحتاج للبحث عن سنده".

(اللآلی المصنوعۃ: ص ۷۵)

۲۔ (کذا فی امداد الفتاوی، ۴/۱۱۱، ۱۱۲، مکتبہ دارالعلوم)

۳۔ "قال العلامة الشوكاني: حديث يا علي عليك بالملح فانه شفاء من سبعين داء، هو موضوع".

(الفوائد المجموعة، ص ۱۶۱)

۲۔ ایمان مجمل کا زبان سے پڑھنا اور اس کو یاد کرنا تو مسلمان ہونے کیلئے شرط اور ضروری نہیں، البتہ اس کے معانی ومضمون کا اقرار اور دل سے اسکو تسلیم کرنا ضروری ہے، جہاں تک اس کے ثبوت کا تعلق ہے تو موجودہ الفاظ کے ساتھ کسی حدیث سے ثابت نہیں، تاہم اس کا مضمون محدثین کی ذکر کردہ تعریف ایمان سے ثابت ہے۔

۱۔ "الايمان هو التصديق بما جاء به من عند الله والإقرار به"

(عقائد نسفی، ص ۸۹)

۲۔ "الإيمان إقرار باللسان والتصديق بالجنان".

(شرح الفقہ الأکبر لأبی المنصور ماتریدی، ص ۱۰)

۳۔ تعویذات اور اوراد میں اگر اجازت اس وجہ سے لی جائے کہ بغیر اجازت کے یہ مؤثر اور نفع مند ثابت نہیں ہوتے تو یہ ایک غلط اور خراب عقیدہ ہے،

اگر مذکورہ بالا عقیدہ نہ پایا جائے تو اجازت لینے میں تفصیل ہے، وہ یہ کہ اوراد وعملیات دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ جن کا اثر دنیاوی ضرورتوں کا پورا ہونا ہے اس قسم میں اجازت کا مقصد تقویتِ خیال ہے کیوں کہ رواج اور عادت پڑنے کی وجہ سے پڑھنے والے کو یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ اجازت کے بعد خوب اثر ہوگا اور یہ بات مسلّم ہے کہ اثر ہونے کا دارومدار قوّتِ خیال پر ہے اور اجازت وغیرہ قوّتِ خیال کا ایک ذریعہ ہے، اس کے علاوہ اجازت دینے والے کی توجہ بھی اس کی طرف ہو جاتی ہے جس سے اس کے خیال کے ساتھ ایک دوسرا خیال مل جاتا ہے جس سے عمل پڑھنے

Scanned by CamScanner

والے کے خیال کو تقویت پہنچی ہے۔

دوسرے وہ اعمال جن کا ثمرہ اُخروی ہوتا ہے، سو ایسے اعمال میں اجازت کی کوئی ضرورت نہیں، ثواب اور قربِ الٰہی ہر حال میں یکساں ہوگا، اور اس کو اجازتِ حدیث وغیرہ پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ وہاں اجازت سے مقصود سند کی روایت ہے اور ہر شخص روایت کا اہل نہیں ہوتا،

الغرض اُخروی اعمال میں اجازت کے کوئی معنی نہیں، بلا اجازت بھی (اِن اعمال کے کرنے سے) ثواب میں کمی نہ ہوگی فقط

(منقول از ملفوظات دعواتِ عبدیت صفحہ ۱۳۰/۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ مطیع اللہ عفی عنہ

التخصص فی الفقہ الإسلامی

بالجامعۃ الفاروقیۃ بکراتشی،

۲۹ جمادی الأخری ۱۴۲۸ ھ

الجواب صحیح

[signature]

۱۴۲۸/۶/۲۹

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی (پاکستان)

الجواب صحیح

[signature] عفی

۱۹/۷/۲۸ھ